

باجگہ اران روم و فارس سے معاہدات نبوی (قبائل کی شیرازہ بندی)

معین الدین ہاشمی ☆

رسول اللہ ﷺ نے اسلامی ریاست کی بنیاد رکھتے ہی سب سے پہلے عرب قبائل کے ساتھ تعلقات قائم کرنے شروع کیے۔ اس سلسلہ میں آپ ﷺ نے مختلف قبائل سے معاہدات کیے ان معاہدات سے قبائل کو آپس میں جوڑنے ریاستی نظم و نسق چلانے اور اسلام کی تبلیغ و ترویج میں بہت امداد ملی۔

معاہدات نبوی ﷺ کی عمومی تقسیم

اولاً آپ ﷺ نے: (الف) بیعت عقبہ ثالثہ (۱)، (ب) عقد مواخاۃ (۲)، (ج) دستور مدینہ (۳) جیسے معاہدے کئے۔

(۱) الف۔ بیعت عقبہ ثالثہ جو دراصل اوس و خزرج سے ایک معاہدہ بھی تھا کی وجہ سے اسلامی ریاست کا قیام ممکن ہوا اور مرکز ریاست کا بندوبست ہوا۔ علاوہ ازیں اس معاہدے کے ذریعے مسلمانوں کی بھری ہوئی قوت کو ایک جگہ جمع کیا گیا۔

ب۔ عقد مواخاۃ کی صورت میں مسلمان مہاجرین کی مدینہ میں آباد کاری کی گئی۔ علاوہ ازیں مکہ اور مدنی مسلمانوں کی شیرازہ بندی ممکن ہوئی۔ (۲)

ج۔ دستور مدینہ سے ایک غیر سیاسی، منتشر اور غیر منضبط معاشرے کو ایک منظم اور متحد سیاسی معاشرے میں تبدیل کرنے کے عمل کی بنیاد رکھ دی گئی۔

۱۔ لیکچرار، شعبہ حدیث و سیرت، کلیہ علوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

(۲) ان معاہدات کے بعد آپ ﷺ نے ان قبائل سے رابطے کیے جو مدینہ (اسلامی ریاست) کے مغرب میں تجارتی راستے پر آباد تھے۔ اس ضمن میں بوہمرہ مدینہ، غفار اسلام حبیہ، وغیرہ قبائل سے حلیمی اور جنگ ہدی کے معاہدات کئے گئے۔ (۵)

ان معاہدات سے اسلامی ریاست کے حلیف وجود میں آئے۔ اسلامی ریاست کا خارجی استحکام ممکن ہوا اور اسلام کی ترویج میں اضافہ ہوا علاوہ ازیں مدینہ کے ارد گرد کے قبائل میں اسلامی ریاست کے اثرات پھیلے۔

(۳) حدیبیہ

معاہدات نبوی میں صلح حدیبیہ انتہائی اہم حیثیت کا حامل ہے کفار مکہ اور مسلمانوں کے درمیان جنگ ہدی کا یہ معاہدہ ۶ھ میں طے پایا۔ (۶)

اس معاہدہ سے پہلی مرتبہ عرب میں مسلمانوں کی ایک سیاسی اور مذہبی حیثیت تسلیم کر لی گئی۔ اسلامی ریاست داخلی و خارجی طور پر نہایت مستحکم ہوئی۔ بہت سارے قبائل نے برملا اسلامی ریاست کے ساتھ حلیمی کے تعلقات قائم کئے۔

(۴) صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اطراف عرب میں مختلف بادشاہوں کی طرف مکاتیب ارسال کئے۔ ان میں قیصر روم، کسرائے ایران، حبشہ کا بادشاہ نجاشی (۷) عزیز مصر مقوقس، رئیس یمامہ، ہوزہ اور رئیس غسان، حادث شامل تھے۔ (۸)

یہ مکاتیب بنیادی طور پر دعوتی نوعیت کے تھے (۹)۔ ان کا بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ان کے ذریعے سے اسلام، حکومتی اور ملکی سطح پر دوسرے ممالک میں ایک دم متعارف ہوا۔

(۵) فارس اور روم کے باجگداروں سے معاہدات نبوی

عہد نبوی میں فارس اور روم :

عہد نبوی ﷺ میں فارس اور روم دنیا کی دو عظیم سلطنتیں تھیں مختلف وجوہ کی بنا پر ان میں باہم عدولت کا سلسلہ قدیم زمانہ سے چلا آ رہا تھا۔ دونوں حکومتیں اپنے علاقوں میں توسیع کرنے اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی فکر میں رہتی تھیں عہد نبوی کے ابتدائی

زمانہ میں رومیوں نے اپنی بادشاہت کا تمام مشرقی حصہ کھو دیا تھا شام، آرمینیا، مصر، حتیٰ کہ قسطنطنیہ تک ایرانی جھنڈے لہرا رہے تھے۔ (۱۰)

اسی دوران قرآن نے اس صورت حال کے بالکل برعکس پیشگوئی کر دی کہ رومی فارس پر دوبارہ غالب آجائیں گے (۱۱) چنانچہ کچھ ہی عرصہ بعد ۶۱۶ء مطابق ۶ھ نبوی کے مقام پر رومیوں نے ایرانیوں کو فیصلہ کن شکست دی اور اپنے مقبوضہ تمام علاقے واپس لے لئے۔ (۱۲)

ان دونوں طاقتوں نے اپنی سرحدوں کے ساتھ ساتھ اور کہیں زیادہ دور تک عرب میں اپنے اثرات پھیلا رکھے تھے چنانچہ بعثت نبوی ﷺ تک عرب کے شمال میں دومتہ الجبل، ایلہ، متقا اور غسان جیسے اہم علاقے ہیز نطینیوں (رومیوں) کے زیر اثر آ چکے تھے۔ ان علاقوں میں بننے والے مختلف اہم قبائل مثلاً ہوکلب، تغلب، جزام، قین، ملی، براء، قضامہ وغیرہ جنگ میں بیزنطینی جھنڈے کے نیچے ہی اکٹھے ہوتے تھے۔ (۱۳) اسی طرح عمد نبوی میں عرب کے کئی اہم علاقے مثلاً یمن، یمامہ، عمان، بحرین اور طائف وغیرہ فارس کے زیر اثر تھے۔ (۱۴)

اگرچہ دونوں ممالک ایک بڑے رقبے پر حکومت کے دعوے دار تھے لیکن عمد نبوی ﷺ کے درمیانے دور میں یہ دونوں ممالک قسماً قسم اندرونی خلفشار کا شکار تھے۔ جس کی وجہ سے بالعموم تمام سلطنت اور بالخصوص مقبوضہ علاقوں اور باجگزار قبائل پر ان کے اثرات کمزور پڑ رہے تھے۔ (۱۵)

فارس کے باجگزاروں سے معاہدات

یمامہ :

یمامہ نجد سے ملحقہ علاقہ تھا۔ ابن ہشام نے یمامہ پر دو آدمیوں کا نام بلور رئیس ذکر کیا ہے۔ ایک حمزہ بن علی الحسبی اور دوسرے شامہ بن اہل الحسبی (۱۶) اس علاقے میں

اسلامی اثرات صلح حدیبیہ سے قبل ہی پہنچ چکے تھے کیونکہ ثمامہ بن اثمال صلح حدیبیہ سے قبل اسلام لے آئے تھے۔

یہاں پر دوسرا سردار ہوزہ بن علی تھا یہ نصرانی مذہب پر تھا اور مسیحی قبیلہ ہو حنیفہ کا سردار تھا (۱۷) معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوسرے قبائلی سرداروں سے زیادہ طاقتور تھا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اسے ایرانی حکومت کی پشت پناہی حاصل تھی۔ ابن درید نے لکھا ہے کہ کسراے ایران نے اسے ایک تاج بھی عنایت کیا تھا جس میں ایک قیمتی لعل لگا ہوا تھا اسی کو پہننے کی وجہ سے ہوزہ کو ”ذوالتاج“ کا لقب بھی دیا گیا۔ (۱۸)

ایران کی سیاسی ابتری رئیس یمامہ ثمامہ بن اثمال کے اسلام لانے اور اسلام کی طرف عوامی رجحان کو مد نظر رکھتے ہوئے۔ نبی ﷺ نے حوزہ بن علی کو لکھا کہ :

تمہیں معلوم ہو کہ میرا دین عنقریب وہاں تک پہنچ جائے گا جہاں تک کسی انسان کے پیر اور کسی جانور کے کھر پہنچیں گے۔ پس تم اسلام قبول کر لو نجات پا جاؤ گے اور تمہارے ماتحت جو ملک ہے اس پر تمہیں ہی حاکم رہنے دوں گا۔ (۱۹)

حوزہ بن علی اس شرط پر آپ ﷺ کی دعوت قبول کرنے کو تیار ہوا کہ آپ ﷺ اپنے اقتدار میں اسے بھی شریک کر لیں لیکن نبی اکرم ﷺ نے اس کی اس شرط کو قبول نہیں کیا۔ (۲۰)

ثمامہ بن اثمال اور دیگر مسلمانوں کے ذریعے اور پھر سرکاری سطح پر اس دعوت کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ وہاں کے کچھ اہم لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ (۲۱)

بعد میں یمامہ کے بنی ایک سردار مجامہ بن مرارہ بن سلمی بھی مسلمان ہوئے اور اسلامی وفاق میں شامل ہوئے ان کے لیے نبی ﷺ کا مکتوب اور ایک دیگر امان نامہ کا تذکرہ بھی مآخذ میں ملتا ہے۔ (۲۲)

یمن :

عرب کے جنوب میں یہ شہر انتہائی متمدن تصور کیا جاتا تھا۔ ایک اہم تجارتی مرکز ہونے کے ساتھ ساتھ یہ سرسبز و شاداب بھی تھا لہذا یہاں زراعت بھی ہوتی تھی۔ (۲۳)

یمن کی سرزمین پر عاد، عمالیق، اہل معین، سہم اور حمیر کی سلطنتیں قائم ہوئیں بعد ازاں اہل حبشہ یمن پر قابض ہو گئے اور ستر برس تک حکومت کی پھر اہل فارس نے انہیں نکال کر یمن پر خود قبضہ کر لیا (۲۴) ظہور اسلام کے وقت کسراے ایران کی طرف سے یمن پر باذان گورنر مقرر تھا۔ کسراے ایران کے حکم کی تعمیل میں باذان نے دو آدمی نبی ﷺ کی طرف بھیجے تاکہ ان کا جائزہ لیں اور ان کے احوال وغیرہ کی خبر کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے ان آدمیوں کو معجزانہ طور پر کہا کہ باذان کو خبر دو کہ کسراے کو قتل کر دیا گیا ہے۔ جاتے وقت انہیں تالیف قلب کے لیے آپ ﷺ نے ہدیے بھی عنایت فرمائے اور باذان کے لیے یہ معاہداتی پیغام دیا کہ تم (اہل یمن) مسلمان ہو جاؤ تو تمہاری حکومت تمہارے سپرد ہی رہے گی۔ باذان نے جب یہ احوال سنے تو وہ اور دیگر رؤساء فارس (عو اللہماء) (۲۵) اسلام لے آئے۔ (۲۶)

یہ وہ دور تھا کہ ایران اپنی مد مقابل ایک بڑی قوت (روم) سے بری طری شکست کھا چکا تھا (۲۷) علاوہ ازیں ایران کے بلاشاہ کو قتل کر دیا گیا تھا (۲۸) اس سیاسی اٹار کی وجہ سے یمن پر ایران کا اثر کمزور پڑ گیا اور وہاں ایک وطنیت پسند تحریک کا آغاز بھی ہو گیا کہ مداخلت کنندہ ایرانی غیر ملکوں کو یمن سے نکال باہر کیا جائے۔ (۲۹)

اس ساری صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کے واثق بنام اہل یمن کا مطالعہ کیا جائے کہ مسلمان ارکان اسلام کی جا آوری کا اہتمام کریں۔ غیر مسلم یہودیوں کو زبردستی ان کے دین سے برہم نہ کیا جائے ملک بدر ہونے کا خطرہ رکھنے والے ایرانیوں (مجوسیوں) (۳۰) کے لیے آپ ﷺ نے لکھا کہ ان سے فی بالغ مرد و عورت صرف ایک دینار جزیہ لیا جائے اور اگر یہ تابع رہیں تو ان کی جائیدادوں کی حفاظت اور ان کے

مظلوموں کی داورسی کی جائے گی یہاں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے پرانے سردارانِ یمن کو بصورتِ اسلام بدستور حکمران رکھنے کی پالیسی کا اظہار شروع سے ہی کر دیا۔ (۳۱)

یمن کے حالات کے تناظر میں رسول اللہ ﷺ کے ان وثائق کی وجہ سے یمن کا ماحول تمام قبائل کے لیے پرسکون ہوا خصوصاً یمن کے حکمرانوں باذان اور ان کے قبیلہ کے دوسرے افراد جنہیں اپنے خلاف مقامی قبائل کی تحریک کے نتیجے میں ملک بد رہونے اور بادشاہی ختم ہونے کا اندیشہ تھا، آنحضرت ﷺ کے ان احکام کو دیکھتے ہوئے فوراً مسلمان ہو گئے۔

باذان کے لئے احکام اور دیگر قبائل کے لئے نبی ﷺ کی طرف سے مراعات اور حقوق و فرائض میں عدل کی باتیں جو نبی دوسرے قبائل تک پہنچیں تو انہوں نے بھی اسلامی وفاق میں شامل ہونے کو غنیمت سمجھا۔ چنانچہ یمن اور اطرافِ یمن سے ہجرت و فود نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (۳۲) مثلاً ابو اشعر جو کہ یمن کا نہایت اہم قبیلہ تھا۔ پچاس آدمیوں پر مشتمل وفد لے کر آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اسی وفد میں مشہور صحابی رسول ابو موسیٰ اشعری بھی موجود تھے۔ مآخذ سے پتہ چلتا ہے کہ اس وفد میں قبیلہ عک کے بھی دو آدمی بلور وفد موجود تھے۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کی اور اسلام قبول کر کے اسلامی وفاق میں شامل ہوئے (۳۳) ہو ہمدان جن کے اکثر بلون یمن میں آباد تھے (۳۴) ان کا وفد بھی بارگاہِ نبوی میں پہنچا اور اسلامی وفاق میں شمولیت اختیار کر لی (۳۵) ہو ہمدان کے لیے نبی ﷺ نے وثائق بھی تحریر فرمائے۔ جن میں انہیں اسلامی احکام پر قائم رہنے کی تاکید کی۔ علاوہ ازیں احکام کی تفصیل بھی تحریر فرمائی۔ آپ ﷺ نے انہیں میں سے ان پر امیر مقرر فرمایا (۳۶) ان کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کی۔ غیر مسلموں کے لیے جزیہ کی ادائیگی رکھی گئی اور مذہب کے معاملہ میں انہیں آزادی دی گئی کہ انہیں جبراً مسلمان نہیں بنایا جائے گا۔ (۳۷) ہو مذحج کی اکثریت یمن میں آباد تھی (۳۸) یہ لوگ بھی وفد کی صورت میں حاضر

ہو کر اسلامی وفاق میں داخل ہوئے۔ جب یہ وفد اپنی قوم کی طرف واپس ہوا تو پوری قوم دائرہ اسلام میں داخل ہو گئی۔ (۳۹) پوٹے جو کہ یمن کا نہایت اہم قبیلہ تھا اس کے بلون شمال نجد تک پھیلے ہوئے تھے (۴۰) ۹ھ میں وفد لے کر حاضر ہوا اور اسلامی وفاق میں شمولیت کا اعلان کیا (۴۱) ہو کندہ کی متعدد شاخیں بھی یمن اور حضر موت میں آباد تھیں (۴۲) یہ لوگ بھی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے اور اسلامی ریاست کی بالادستی قبول کی (۴۳) یمن کے قریب میں شاہان حضر موت کا وفد بھی بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اسلامی وفاق میں شمولیت اختیار کی۔ (۴۴)

یمن کے اثرات نجران تک پھیل گئے چنانچہ یمن اور اردگرد کے حالات و احوال کو دیکھتے ہوئے نجران کا ایک اہم قبیلہ ہو حارث بن کعب بھی ۱۰ھ میں اسلامی ریاست کی بالادستی قبول کرنے پر تیار ہو گیا اور اسلام قبول کیا آنحضرت ﷺ نے انہیں میں سے قیس بن الحصین کو وفد کا سردار مقرر کیا۔ (۴۵)

اسی طرح شاہان حمیر نے بھی اپنا وفد رجب ۹ھ غزوہ تبوک کے بعد بھیجا اور اپنی وفاداری اور اطاعت کا اقرار کیا اور کہا کہ ہم اب مشرکین سے علیحدہ ہو گئے ہیں اور ان لوگوں سے اس کے بعد اب ہمارا کوئی واسطہ نہیں ہو گا رسول اللہ ﷺ نے انہیں جو وثیقہ عنایت فرمایا ان ہشام نے اپنی کتاب میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اس میں انہیں اسلامی احکام پر چلنے کا حکم دیا گیا۔ ”نصاری کے لیے لکھا کہ انہیں ایک دینار فی کس یا اس کی قیمت یا کپڑا وغیرہ جزیہ دینا ہو گا۔“ اس پر وہ بھی اللہ و رسول کی ذمہ داری میں آجائیں گے۔ (۴۶)

عمان :

یہ عرب کے جنوب مشرق کا ایک ساحلی علاقہ تھا جو دریائے یمن اور ہند کے ساحل پر مقام ہجر کے مشرقی سمت میں واقع ہے۔ اس علاقہ کی آبادی کا ایک بڑا حصہ قبیلہ ”ازد“ پر مشتمل تھا (۴۷) یمن کی طرح یہاں بھی ایرانی حکومت کے اثرات تھے یہاں

ایران کی طرف سے مقررہ حکمران 'جلندی بن المسبحر ازدی تھا۔ (۴۸)

چونکہ عمان یمن سے ملحقہ علاقہ تھا اور یہاں فارس کے لوگ بھی آباد تھے اور جیسا کہ اوپر گزر چکا کہ انھیں کی طرف دار حکومت بھی تھی اس لئے یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ یہاں بھی یمن کی طرح کوئی وطنیت پسند تحریک اٹھی ہو کہ مداخلت کنندہ ایرانی غیر ملکوں کو نکال باہر کیا جائے یا ایرانی حکمرانوں کو ہٹایا جائے (۴۹) اگر نہیں تو بھی فارس میں سیاسی انداز کی کمی بنا پر اس کے زیر اثر (باجدار) مملکتوں پر گرفت کمزور پڑ جانا تو ایک طبعی امر تھا۔ اس ساری صورت حال کو دیکھتے ہوئے آپ ﷺ نے (۵۶) میں شہزادگان عمان 'جلندی کے ہر دو فرزند ان جیفر و عبد کو یہ مکتوب ارسال کیا کہ۔

” میں تم دونوں کو اسلام لانے کی دعوت دیتا ہوں اسلام لے آؤ۔

نجات پا جاؤ گے اگر تم دونوں نے اسلام کا اقرار کر لیا تو میں تمہیں بدستور حاکم رہنے دوں گا اور تم سے کسی قسم کا تعرض نہ ہو گا۔“ (۵۰)

آنحضرت ﷺ کا یہ مکتوب جیفر و عبد کے پاس پہنچا تو انھوں نے اسلام قبول کر لیا اور اسلامی وفاق میں شامل ہوئے (۵۱) اسی طرح قبیلہ بو ازد اور دیگر قبائل عمان شہزادگان سمیت مسلمان ہو کر اسلامی وفاق میں شامل ہو گئے۔ بو ازد کا وفد بھی آنحضرت ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا جو ۱۹ آدمیوں پر مشتمل تھا (۵۲) اس معاہدہ کی وجہ سے اسلامی ریاست کو جنوب مشرقی علاقے میں ایک اہم قبیلہ اور اس کے دوستوں کی حلیفی میسر آئی۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے وہاں پر مدینہ سے آدمی مستقل مشن پر بھیجے تاکہ آس پاس کے قبائل کو اسلام کا تعارف کروائیں۔ چنانچہ بلاذری کا بیان ہے کہ وہ لوگ اپنے مشن میں کامیاب رہے اور آس پاس کے قبائل نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ مآخذ میں عمان کے خالص بدوی قبائل بو شمالہ اور حدان کا تذکرہ ملتا ہے کہ یہ وفد کی صورت میں فتح مکہ کے سال نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے اور اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کی آنحضرت ﷺ کا ان کی طرف مکتوب کا تذکرہ بھی مآخذ میں ملتا ہے۔ (۵۳)

بحرین:

یہ عرب کے مشرق میں ایک ساحلی علاقہ تھا (۵۳) یہاں مختلف قبائل عبد القیس، بحرین وائل اور تمیم کے لوگ آباد تھے۔ بحرین بھی فارس کے زیر اثر تھا یہاں منذر بن ساوی اگرچہ عربی النسل حکمران تھا (۵۵) لیکن شہنشاہ فارس کا خراج گزار تھا۔ (۵۶)

رسول اکرم ﷺ نے اُسے اسلام کی طرف دعوت دی اور اسے لکھا کہ تمہیں سربراہی سے معزول نہیں کیا جائے گا۔ منذر بن ساوی نے اپنی رعایا کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ اسلام قبول کر لیا منذر نے نبی ﷺ کی خدمت میں ایک خط بھی تحریر کیا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے لکھا کہ:

”تمہارا سب کچھ تمہارے پاس ہی رہے گا بھڑٹیکہ تم اللہ ورسول کے تابع رہو آپ ﷺ نے یہ تحریر فرمایا کہ جو لوگ مسلمان ہو جائیں گے وہ حقوق و ذمہ داریوں میں ہماری طرح ہی ہوں گے۔“

بحرین میں یہودیوں، نصرانیوں اور مجوسیوں کی آبادیاں بھی تھیں آپ ﷺ نے ان (غیر مسلموں) سے معمولی جزیہ پر صلح کر لی۔ (۵۷)

بحرین کے قبیلہ بحرین وائل کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اسلام قبول کر کے اسلامی وفاق میں داخل ہوا۔ (۵۸) علاوہ ازیں قبیلہ بو تمیم کے بڑے بڑے لوگ وفد کی شکل میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ مآخذ نے اس وفد کی تعداد نوے کے قریب بتائی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے تالیف قلب کے لئے انہیں انعام و اکرام بھی عنایت کیا۔ (۵۹) بحرین میں ہی رہنے والے مشہور قبیلہ عبد القیس کے طرف مکتوب کا تذکرہ مآخذ میں ملتا ہے۔ (۶۰) اس قبیلہ کے بعض افراد دائرہ اسلام میں داخل ہوئے عمومی طور پر اس قبیلہ نے اسلامی ریاست کی بالادستی قبول کر لی تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے لئے تحریر کیا کہ یہ قبیلہ اللہ اور رسول ﷺ کی پناہ میں آجانے سے اسلام کے مواخذات سے بری قرار دیا جاتا ہے۔ اس قبیلہ کی دوسرے قبائل کے ساتھ بعض اموال و

اجناس پر غالباً کوئی نہ کوئی رکاوٹ یا چپقلش رہتی تھی اس لیے نبی ﷺ نے گردو نواح کے قبائل کے لیے لکھا کہ وہ ان کی فراہمی اجناس میں مانع نہ ہوں۔ بلکہ ان کے لئے، خصوصاً زرعی تجارت کے دوران سہولت پیدا کریں۔ اہل بحرین کے لئے آپ ﷺ نے لکھا کہ اس قبیلہ (عبدالقیس) کے ساتھ تعدی و جنگ کرنے والوں کے خلاف قبیلہ مذکورہ کی نصرت کریں۔ (۶۱)

علاوہ ازیں ان کے لئے چند مزید آسان شرائط رکھیں۔ چنانچہ اس قبیلہ نے اسلامی وفاق کے ساتھ شمولیت کو غنیمت سمجھا۔ ماخذ سے ثابت ہے کہ اس قبیلہ کے بہت سارے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور فتح مکہ کے سال حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (۶۲)

طائف:

طائف میں زیادہ نہیں تو کچھ نہ کچھ ایرانی اثرات کا پتہ چلتا ہے۔ کتاب الاعانی کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ کسرائے ایران نے اپنے انجمنوں کو بھیج کر طائف کے گرد ایک بڑی فصیل تعمیر کروائی تھی۔ (۶۳) فتح مکہ کے بعد جب اہل طائف نے مکہ پر حملہ کرنا چاہا تو ان کی لشکر نبوی ﷺ کے ساتھ لڑ بھیڑ ہوئی چنانچہ بھاگ کر انہوں نے طائف کے فصیل دار شہر میں پناہ لے لی (۶۴) طائف فتح کیے بغیر ہی نبی ﷺ واپس تشریف لے آئے۔ (۶۵) اہل طائف کو اپنی کمزوری اور اسلامی ریاست کی قوت کا حسی اندازہ ہو گیا لہذا جلد ہی وہ اپنا وفد لے کر مدینہ پہنچے اور اسلامی ریاست کی سیاسی بالادستی قبول کر لی۔ انہوں نے یہ کہا کہ ہم اسلام قبول کرنے کو تیار تو ہیں لیکن ہماری چند شرائط بھی تسلیم کی جائیں۔

مثلاً

۱۔ ہمیں نماز سے مستثنیٰ کیا جائے، (۲) زکوٰۃ، (۳) جہاد (یعنی مسلمانوں کے ساتھ مل کر دشمنوں کے خلاف فوجی کارروائی کرنے) سے بھی مستثنیٰ قرار دیا جائے، (۴) ہمارا قدیم مت خانہ بھی نہ توڑا جائے، (۵) زنا سے منع نہ کیا جائے،

(۶) سود کی ممانعت نہ رہے (۷) شراب کی ممانعت بھی نہ رہے (۸) طائف کو مکہ کی طرح حرم قرار دیا جائے۔ (۶۶)

رسول اللہ ﷺ کے حکیمانہ اسلوب کی وجہ سے اہل طائف اپنے اکثر غلط مطالبات منوانے سے باز رہے۔ چنانچہ نماز سے اعتناء، زنا اور شراب کی اجازت نہ دی گئی، فوجی کاروائیوں میں مسلمانوں کا ساتھ دینے سے ان کو مستثنیٰ کر دیا گیا (۶۷) سود کی حرمت کے لئے انھیں قلیل سی (آئندہ آنے والے عکاز کے میلے تک) مہلت دے دی گئی (۶۸) ان کے مت خانے کو توڑنے کے معاملہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اسے نہ توڑو بلکہ ہمارے آدمی اسے توڑیں گے۔ اس طرح اگر کوئی نقصان پہنچے گا تو تم محفوظ رہوں گے یہ اس لیے فرمایا کہ اہل طائف کا یہ وہم بدستور باقی تھا کہ مت خانہ توڑنے والے کو سخت قسم کا نقصان ہو گا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں نبی اکرم ﷺ نے ابو سفیان بن حرب اور مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا۔ انہوں نے اس عظیم مت خانے کو منہدم کر دیا۔ اس طرح معاہدے کی پر حکمت شق سے ان میں پرانی اور راسخ شدہ مت پرستی کا خاتمہ ہو گیا، (۶۹) مکہ کی طرح طائف کو حرم قرار دینے کا مطالبہ بغیر کسی تبدیلی کے تسلیم کر لیا گیا۔

اہل طائف کو مکمل حقوق عنایت کئے گئے۔ چنانچہ طائف پر انھیں پورا اختیار دیا گیا۔ انہی میں سے ان پر امیر مقرر کئے گئے۔ (۷۰) علاوہ ازیں انھیں مکمل تجارتی و ثقافتی آزادی دی گئی اور انھیں یہ بھی کہا گیا کہ ہر ظالم کے خلاف انہیں امداد دی جائے گی۔ (۷۱)

اہل طائف (ہو نثیف) نے جب دیکھا کہ اسلامی ریاست ان کے حقوق میں کمی یا ان کے عدم تحفظ کا ارادہ نہیں رکھتی تو انہوں نے خوشی سے اس معاہدہ کو تسلیم کر کے اسلامی وفاق میں شمولیت اختیار کر لی۔ اس طرح مکہ کے جنوب میں قریب ترین ایک بڑی اور اہم قوت اسلامی ریاست کے باجداروں میں شامل ہو گئی۔ اس معاہدہ کے بعد ہو نثیف کے ایک حلیف بنی ہلال جو کہ غزوہ طائف میں مسلمانوں کے خلاف شریک ہوئے تھے وفد کی شکل میں حاضر ہوئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ (۷۲)

جرش

طائف کے جنوب میں جرش ایک اہم مقام تھا۔ (۷۳) فتح مکہ کے بعد ایک یمنی سردار سردان عبد اللہ ازدی نے جب اسلام قبول کیا تو آنحضرت ﷺ نے ان سے آس پاس کے علاقوں پر اپنے اثرات قائم کرنے کو کہا۔ چونکہ جرش یمن کے زیر اثر تھا (۷۴) اس لئے انھیں اس علاقے میں فوجی کارروائی کرنے میں کوئی دقت نہ پیش آئی۔ چنانچہ جب اہل جرش نے ان سے صلح کرنا چاہی تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے صلح کا معاہدہ فرمایا۔ ان میں سے جو لوگ مسلمان ہوئے انھیں بہت سی مراعات دی گئیں۔ مختلف چراگاہوں پر انھیں خود مختار بنایا گیا۔ غیر مسلموں کو معمولی جزیہ کی شرط پر امان عنایت کی گئی۔ یہاں ایک دلچسپ امر وہ شرط ہے جو نبی ﷺ کی طرف سے اہل جرش کے لئے لگائی گئی کہ اگر مسلمان مسافر وہاں سے گذریں تو یہ (اہل جرش) ان کی مہمانی کیا کریں گے۔ (۷۵)

باجدارانِ روم سے معاہدات

رومیوں نے اپنے مد مقابل کی بڑی قوت (فارس) کو نینوا کے مقام پر شکست فاش دی تھی (۷۶) روم کے اثرات جہاں لور بہت پھیلے ہوئے تھے وہاں عرب کے کئی سرحدی علاقے، مثلاً دومتہ البجمل، ایلہ، مقنا، اور اذرح وغیرہ بھی ان کے باجداروں میں شامل ہو گئے تھے۔ یہاں قرب وجوار میں بسنے والے اکثر قبائل مثلاً ہو تغلب، لخم، جذام، ملی اور بہراء وغیرہ ان ہی کے جھنڈے تلے اکٹھے ہوتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان میں سے اکثر قبائل نے رومیوں کے ساتھ مل کر غزوہٴ مودہ میں مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔ (۷۷)

۹ھ میں نبی اکرم ﷺ نے تیس ہزار کالشکر لے کر تبوک میں پڑو ڈالا اور وہاں سے قیصر روم کو خط لکھا کہ 'یا تو اسلام لے آؤ یا جزیہ دو ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ قیصر روم، مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کی ہمت نہ کر سکا۔ (۷۸) چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اس موقع کو غنیمت جانا اور رومیوں کے زیر اثر علاقوں، دومتہ البجمل، ایلہ، مقنا، جرباء اور اذرح وغیرہ کے سرحدی علاقوں کو مطیع کر لیا اور ان سے صلح و امن کے معاہدات کئے۔

۱۔ دومۃ الجندل

دومۃ الجندل حجاز سے شام اور عراق جانے والے تجارتی راستوں کا مقام اتصال (Junction) تھا اس لیے عرب تاجروں کے لئے یہ ایک اہم مقام تھا (۷۹) زمانہ جاہلیت میں یہاں ایک بڑا بازار بھی لگا کرتا تھا (۸۰) یہاں ہو کلب اور ہو کندہ کے اہم قبائل آباد تھے (۸۱) ہو کندہ کی ہی ایک شاخ ہو السخون سے یہاں کا حاکم اکیدر بن عبد الملک تھا۔ (۸۲)

۵ ہجری سے ہی آپ ﷺ نے اس علاقے پر اپنا اثر و رسوخ بڑھانا شروع کر دیا تھا (۸۳) تبوک کی مہم کے دوران نبی اکرم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کو یہاں کے حکمران ”اکیدر“ کی گرفتاری کے لیے بھیجا۔ خالد بن ولید نے اسے گرفتار کر کے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو اس نے اسلامی ریاست کی بالادستی کو قبول کر لیا۔ (۸۴)

آنحضرت ﷺ نے جزیرہ لور دیگر آسان شرائط پر اس کے ساتھ صلح کر لی اور اسی کو وہاں کی سرداری پر حال رکھا۔ اس طرح دومۃ الجندل کا علاقہ اسلامی ریاست کے باجھاروں میں شامل ہو گیا۔ (۸۵)

ایلہ

ایلہ حمیرہ قلم کے ساحل پر شام کے قریب حجاز کی آخری حد تھی دومۃ الجندل کی طرح یہ علاقہ بھی تجارتی مرکز تھا۔ (۸۶) غزوہ تبوک کے سفر میں یہاں کا حاکم حصہ بن روبہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جزیرہ دینا قبول کیا۔ (۸۷)

آنحضرت ﷺ نے ان کے ساتھ معاہدہ کیا کہ :

۱۔ یا تو اسلام قبول کر لیں یا جزیرہ دیں اور جزیرہ کے ساتھ چند اور اشیاء بھی دیں گے۔ (۸۸)

۲۔ نبی ﷺ کے سفیروں کی تعظیم کریں گے۔

۳۔ اطاعت کرنے پر ان کی کھل حمایت کی جائے گی۔

۴۔ خشکی اور تری ہر دو راستوں پر (بشرط اطاعت) ان کی اور ان کے حلیفوں کی (حفاظت) کی جائے گی۔

۵۔ ان کے لئے خشکی اور سمندر کی راہیں جن پر وہ پہلے سے گزرتے ہیں بدستور کھلی رہیں گی۔

۶۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ مقام مقنا کے باشندوں کی ان کے وطن میں جانے کے لیے اعانت کریں۔ (۸۹)

اس معاہدہ کی صورت میں اہل ایلہ کے لیے ہیئت سی سہولیات اور حقوق عنایت کئے گئے انھیں کھلی تجارت کی اجازت عنایت کی گئی اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری بھی قبول کی گئی۔ اس طرح اہل ایلہ نے خوشی اسلامی ریاست کی باجھداری کو قبول کر لیا۔ (۹۰)

مقنا

ایلہ کے قریب واقع اس بستی کی آبادی میں اکثریت یہودیوں کی تھی۔ (۹۱) یہاں کے اکثر یا کچھ یہودیوں کو ایلہ کے سردار نے ملک بدر کیا ہوا تھا جو کہ کے موقع پر اہل مقنا اور یو جنیہ وغیرہ کے لوگ صلح کی درخواست کے ساتھ حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے لئے بھی امان نامہ لکھوایا کہ :

- ۱۔ ان پر مذہب کے معاملہ میں زبردستی نہیں کی جائے گی۔
- ۲۔ جو شخص مسلمان ہو گا اس کو پچاس دینار وظیفہ عنایت کیا جائے گا۔
- ۳۔ اہل مقنا سے احسان کرنے والوں کے ساتھ احسان کیا جائے گا۔
- ۴۔ اہل مقنا سے برائی کرنے والوں سے بدلہ لیا جائے گا۔ (۹۲)

یہاں یہ امر دلچسپ ہے کہ ان کے ہر مسلمان ہونے والے فرد کے لئے پچاس دینار میا کیے جائیں گے۔ یاد رہے کہ یہاں یہود کی آبادیاں تھیں اور ان کا سلسلہ خیر تک پھیلا ہوا تھا۔ قیاس یہ ہے کہ جلاوطن شدہ یہود مدینہ سے ان کے اتحاد سے چنے اور ان کو اپنے ساتھ حلیفوں پر پختہ کرنے کے لیے بطور تالیف قلب یہ شرط رکھی گئی۔

ان مراعات کے ساتھ ساتھ آنحضرت ﷺ نے یہاں کے جلا وطن شدہ باشندوں کو ان کے اصل علاقے میں بھیجے اور آباد کرنے کا بندوبست بھی فرمایا (۹۳) اس سلسلہ میں آنحضرت ﷺ نے ایلہ کے حاکم کو لکھا کہ اہل مقنا کے ساتھ ان کے وطن جانے کے لئے اعانت کی جائے۔ (۹۴) یہاں کے دوسرے یہود کے لئے بھی نبی ﷺ کی طرف سے ان ناموں میں ان کے گھروں میں دوبارہ آباد ہونے کا تذکرہ نظر آتا ہے۔ (۹۵)

جرباء و ازرح :

یہ دونوں بعتیں شام کی حدود میں مقنا کے قریب واقع تھیں (۹۶) یہاں بھی یہودیوں کی مختصر آبادیاں تھیں تبوک کے موقع پر انہوں نے بھی صلح کرنا چاہی تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے اسلامی ریاست کے ساتھ وفاداری اور معمولی جزیہ کے عوض میں صلح کر لی۔ (۹۷)

باجھران روم سے معاہدات نبوی کے مزید نتائج بھی سامنے آئے مثلاً ان قبائل کے ساتھ مناسب، رویہ ان کے حقوق کی حفاظت اور معاہدین کی قدر دانی کو دیکھتے ہوئے اردگرد کے دوسرے قبائل بھی اسلامی ریاست کی طرف راغب ہوئے (۹۸) ان میں مشہور قبیلہ غسان ہے جو یز نطین کا پکا وفادار تھا (۹۹) اس قبیلہ کے چند لوگ کچھ ہی عرصہ بعد رمضان ۱۰ھ میں مدینہ آئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے (۱۰۰) علاوہ ازیں غسان کے ایک قبیلہ بنی ثعلبہ کی طرف بھی مکتوب نبوی کا تذکرہ ملتا ہے (۱۰۱) ان کے کچھ لوگ تو پہلے سے ہی اسلامی وفاق کے ساتھ شامل ہونے پر تیار ہو گئے تھے چنانچہ ۸ ہجری میں ان کا وفد مدینہ حاضر ہو چکا تھا۔ (۱۰۲)

اسی طرح یز نطین کے وفادار دیگر قبائل 'قبیلہ لخم'، 'ہوئی'، 'قبیلہ داری اور ہو تغلب کی طرف مکاتیب کا تذکرہ بھی ملتا ہے (۱۰۳) ان قبائل میں ہوئی کے وفد کا تذکرہ ۹ھ میں تبوک سے قبل ہی ملتا ہے۔ علاوہ ازیں شام کے قریب سے قبیلہ داری کا وفد اس وقت حاضر ہوا جب آپ ﷺ تبوک سے واپس لوٹے۔ یہ لوگ مسلمان ہو کر اسلامی وفاق میں شامل ہوئے (۱۰۴) اسی طرح ہو تغلب کے وفد بھی جس میں کچھ مسلمان اور کچھ نصاریٰ تھے

حاضر ہوئے اور اسلامی وفاق میں شامل ہوئے۔ (۱۰۵)

معاہدین کے لئے اقدامات نبوی کا جائزہ

۱۔ علاقائی خود مختاری :

معاہد قبائل کو عمومی طور پر اپنے علاقے میں خود مختار بنایا جاتا تھا۔ اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ ان کے داخلی معاملات میں عموماً اسلامی ریاست دخل اندازی نہیں کرتی تھی۔ چنانچہ معاہدین کو مقامی زمینوں، باغات، چشموں، چراگاہوں اور دیگر اموال پر مکمل خود مختاری دی جاتی تھی (۱۰۶)

عموماً معاہدین قبائل پر انھیں میں سے امیر مقرر کیا جاتا مثلاً بحرین، یمن، عمان، طائف، دومتہ الجندل، ایلمہ، متقاء، جرباء وغیرہ کے علاقوں میں سہلہ سرداروں کو ہی حال رکھا گیا ان میں سے اکثر وہاں کے مقامی قبائل کے لوگ تھے یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ آپ ﷺ کی طرف سے مقرر کئے گئے اکثر عمال و منتظمین کا تعلق عموماً اسی قبیلہ سے ہوتا تھا جس پر ان کا تقرر کیا جاتا مثلاً بیعت عقبہ ثالثہ کے موقعہ پر آپ ﷺ نے اوس و خزرج کی مختلف شاخوں پر انھیں میں سے نعتباء کا تقرر فرمایا (۱۰۷) اسی طرح صحابی ابن الاصح کلبی اور حارثہ بن العطن کلبی کو دومتہ الجندل میں ہو کلب پر عامل بنا کر بھیجا (۱۰۸) مالک بن عوف نصری کو ہو نصر، پر عامل مقرر کیا گیا (۱۰۹) سرد بن عبد اللہ ازدی کو ہو ازد پر (۱۱۰) قیس بن مالک ہمدانی کو ہمدان میں، عثمان بن ابی العاص ثقفی کو ہو ثقیف پر (۱۱۱) عباس بن مرداس (جن کا تعلق ہو سلیم سے تھا) کو سلیم و مازن پر (۱۱۲) بربیدہ بن حصیب اسلمی کو ہو غفادہ و اسلم پر (۱۱۳) رافع بن مکیث (جن کا تعلق قبیلہ تھیمہ سے تھا) کو تھیمہ پر (۱۱۴) عدی بن حاتم (جن کا تعلق ہو طے سے تھا) کو ہو اسد و طے پر (۱۱۵) سعد الدوسی کو دوس پر (۱۱۶) اشعث بن قیس کنذی کو ہو کندہ پر (۱۱۷) اور زرعہ بن ذی یزن (جن کا تعلق روسا حمیر سے تھا) کو حمیر پر ہی عامل مقرر کیا گیا (۱۱۸)

قبیلہ سے ہی پرانے سربراہ یا مقامی عامل کے تقرر کا ایک فائدہ یہ تھا کہ قبیلہ و علاقہ کے حالات و معاملات سے پوری طرح واقفیت ہونے کی وجہ سے انتظامی معاملات میں

سہولت رہتی تھی۔

دوسرا یہ کہ: سرداروں اور دیگر سرکردہ افراد کو یہ محسوس نہیں ہوتا تھا کہ اسلام کی وجہ سے وہ کمتر ہو گئے ہیں نیز عوام بھی یہ محسوس نہیں کرتے تھے کہ ان پر کوئی غیر آدمی حکومت کر رہا ہے۔

معاشی جدوجہد میں آزادی

عرب کے تجارتی میلوں / بازاروں میں چند بااثر سرداروں کا قبضہ ہوتا تھا لہذا ایک طرف تو تجارت پیشہ قبائل کو بھاری خراج ادا کرنا پڑتا (۱۱۹) دوسری طرف یہ سردار تجارتی نقل و حمل کے راستے میں کئی طرح سے رکاوٹ بھی بنتے تھے (۱۲۰) جبکہ رسول اللہ ﷺ معاہدین کو تجارتی نقل و حمل میں آزادی فراہم فرماتے اور اگر کوئی ان کے تجارتی نقل و حمل میں رکاوٹ بنا تو آپ ﷺ معاہدین کا ساتھ دیتے اور راستے کی رکاوٹیں دور کرنے کے لیے ان سے مکمل تعاون فرماتے۔ ۵ ہ سر یہ دومہ الجہد ل اس کی ایک بڑی مثال ہے کہ جب وہاں کے حکمران نے تجارتی قافلوں کے نقل و حمل میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی تو نبی ﷺ نے اس کے خلاف کارروائی کی۔ (۱۲۱)

اسی طرح آپ ﷺ نے بحرین کے قبیلہ عبد القیس کے لئے جو وثیقہ تحریر فرمایا اس میں آس پاس کے قبائل (جو قبیلہ عبد القیس کے تجارتی راستے کی رکاوٹ بن سکتے تھے) کے لئے لکھا کہ وہ ان (قبیلہ عبد القیس) کی فراہمی اجناس میں مانع نہ ہوں اور پھلوں کے پکنے پر ان کے لیے برآمدگی میں سہولت پیدا کریں۔ (۱۲۲)

اسی طرح آپ ﷺ نے اہل ایلہ کے لئے وثیقہ میں لکھا کہ ان معاہدین کے لئے خشکی اور سمندر کی راہیں جن پر وہ پہلے سے گزرتے ہیں بدستور کھلی رہیں گی یہ ساحلی علاقے تجارتی مراکز تھے چنانچہ ان گزرگاہوں میں نہ صرف آزادانہ نقل و حمل کی اجازت دی جاتی (۱۲۳) بلکہ ان کے لئے وعدہ وفائی کے بدلے میں امن و حفاظت کی ذمہ داری بھی قبول کی جاتی تھی۔ (۱۲۳)

مذہبی آزادی :

رسول اللہ ﷺ نے اپنے تمام معاہدین کو مذہبی آزادی عنایت کی۔ غیر مسلموں کو اسلام کی طرف لانے میں کبھی بھی سختی کا معاملہ نہیں کیا گیا بلکہ ”لا اکراه فی الدین“ (۱۲۵) کے قرآنی اصول کو ہمیشہ مد نظر رکھا گیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اہل مقتدا اور بنی جنبہ کے لیے وثیقہ تحریر فرمایا کہ ”اسلام میں کسی کو زبردستی مسلمان کرنا روا نہیں“ (۱۲۶) اسی طرح آپ ﷺ نے عامل یمن عمر بن حزم کی طرف بھی یہ تحریر فرمایا کہ ”کسی یہودی اور نصرانی کو زبردستی مسلمان نہ کیا جائے۔ ان کے بالغ مرد و عورت آزاد اور غلام دونوں پر ایک دینار جزیہ لیا جائے اور جو شخص جزیہ لوار کرے تو اس کی حفاظت کے لئے اللہ اور رسول اللہ ﷺ ذمہ دار ہیں اور اس کا مانع اللہ اس کے رسول اور تمام مومنین کا دشمن ہے۔ (۱۲۷)

شاہان یمن کی طرف ایک اور مکتوب میں آپ ﷺ نے تحریر فرمایا کہ کسی نصرانی اور یہودی کو جبراً مسلمان نہ کیا جائے اور جو شخص جزیہ ادا کرے وہ اللہ اور اس کے رسول کی پناہ میں ہے۔ (۱۲۸)

مجوس ہجر کے لئے مکتوب نبوی (ہمام منذر بن ساوی) میں تحریر کیا گیا کہ جو شخص اسلام لانے سے انکار کرے اس کی خوشی، تب اسے جزیہ دینا ہو گا (۱۲۹) اس سلسلہ کی بہترین مثال کے لئے رسول اللہ ﷺ کا مکتوب برائے اہل نجران غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے جس میں دیگر کئی چیزوں کے علاوہ مذہبی معاملات میں خاصی تفصیل نظر آتی ہے۔

اہل نجران کی طرف نبی اکرم ﷺ نے لکھا کہ ”پادریوں اور راہبوں کو ان کے منصب سے معزول نہیں کیا جائے گا ان کی عبادت گاہوں میں مداخلت نہیں کی جائے گی اور نہ ہی ان کو مسجدوں میں تبدیل کیا جائے گا اور عدل و انصاف و سماجی معاملات میں ان کے حقوق مسلمانوں کے برابر ہوں گے (۱۳۰) اسی طرح مجوس ہجر کو بھی تحریر فرمایا کہ ”در صورت اقرار ان کے اور ہمارے مفاہد اور ذمہ داری یکساں ہیں“ (۱۳۱) غرض اس سے ملتی جلتی مذہبی مراعات کا اعلان دوسرے معاہدین کے ساتھ بھی کیا گیا۔ (۱۳۲)

معاهدین کے ساتھ حق پر امداد و تعاون

رسول اللہ ﷺ امیر ریاست کی حیثیت سے معاهدین قبائل اور ان کے حلیفوں کو ہر اس معاملہ پر امداد و تعاون کی مکمل یقین دہانی کراتے جس میں وہ حق پر ہوں۔ مثلاً ایلیہ کے سردار نے اپنے قریب اہل متنا کے کچھ باشندوں کو شہر بدر کر لیا تھا چنانچہ آپ ﷺ نے ایلیہ کے سردار کی طرف مکتوب میں تحریر فرمایا کہ: ”مقام متنا کے باشندوں کی ان کے وطن میں جانے کے لئے اعانت کی جائے (۱۳۳) اسی طرح عبد اللہ بن عمرو المازنی المعروف اعشی شاعر کی ایلیہ کے بارے میں آپ ﷺ نے مطرف بن مہصل کو حکم فرمایا کہ ”ان کی بیوی ان کے حوالے کر دی جائے“ (۱۳۴) علاوہ ازیں آپ ﷺ نے بنی زدعہ اور بنی ربیعہ کی طرف وحیثہ میں لکھا کہ ان پر ظلم کرنے والے کے خلاف ان کی امداد کی جائے گی (۱۳۵) عملی طور پر دیکھا جائے تو جب بھی معاهدین کے ساتھ ظلم کیا گیا تو آپ ﷺ نے ان کی امداد اور داورسی فرمائی۔ مثلاً جب دومتہ الجندل میں حلیف قبائل کو تجارتی سزوں میں بھگ کرنے کی کوشش کی تو آپ ﷺ نے اس کے خلاف کاروائی فرمائی (۱۳۶) اسی طرح جب قبیلہ ہو بحر نے اسلامی ریاست کے حلیف قبیلہ ہو خزاعہ پر حملہ کیا تو آپ ﷺ نے اپنے حلیف قبیلہ (ہو خزاعہ) کی مکمل حمایت کی اسی ضمن میں فتح مکہ کا واقعہ پیش آیا۔ (۱۳۷)

معاهدین کی حفاظت کی ذمہ داری

معاهدات کی عبارتوں سے واضح پتہ چلتا ہے کہ اسلامی ریاست معاهدین قبائل کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کی ذمہ داری بھی قبول کرتی تھی۔

مثلاً آپ ﷺ نے اہل ایلیہ، اہل غسان، قبیلہ لخم، قبیلہ داری، قبیلہ عبد القیس اور ہمدان کے لئے جو تحریریں لکھوائیں ان میں ان کے اموال کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کی اور ظالم کے خلاف ان کو مدد اور داورسی کی یقین دہانی کرائی۔ (۱۳۸)

رعایا کے ساتھ حسن سلوک اور مساوات

طبقاتی کشمکش کے اُس دور میں جب کہ کمزور کے حقوق کی بات کرنا بھی امر محال تھا

آپ ﷺ اپنے زیر اثر رؤساء کو یہ حکم کرتے کہ رعایا کے ساتھ حسن سلوک رکھا جائے (۱۳۹)

بعض رؤساء کی طرف مکتوبات میں تحریر فرمایا کہ رعایا کے اور ہمارے مفاد اور ذمہ داریاں دونوں یکساں ہیں اور تمام لوگوں کی باہم مساوات کا تذکرہ آپ ﷺ کے اکثر خطوط سے مترشح ہے۔ شاہن یمن کی طرف مکتوب میں آپ ﷺ نے لکھا کہ باہم ایک دوسرے کی تذلیل نہ کرنا، رسول اللہ ﷺ تم میں سے امیر اور غریب دونوں کے دوست ہیں۔ (۱۴۰)

قبائل کے قیمتی اموال، زکوٰۃ و صدقات کی مد میں لینے کی ممانعت

جہاں ہر طرف طاقتور کی نظریں کمزور کے پاس موجود قیمتی اشیاء پر ہی ہوتی تھیں اور دوسروں کے اموال پر ہر جائز و ناجائز تصرف کو روا رکھا جاتا تھا وہاں نبی اکرم ﷺ نے اپنے وفاق میں خاص اہتمام فرمایا اور اپنے عمال کو اس روش سے منع فرمایا۔ مثلاً زکوٰۃ و صدقات کے سلسلے میں آپ ﷺ نے قبیلہ ہمدان کے لیے تحریر فرمایا کہ صدقات میں بوڑھے اور جوان ہر دو طرح کے لونٹ لئے جائیں (۱۴۱)

اسی طرح ملوک حمیر کی طرف خط میں بھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ سرکاری محصل بے انصافی نہ کریں اور مویشیوں کے پانی کے گھاٹ پر نہ پہنچیں اور اچھی راس پر نشان نہ کرتے جائیں (۱۴۲) دوسری رلویت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمام ریوڑ میں زیادہ موٹی تازی بھریاں نہ لی جائیں بلکہ درمیانہ ہوں (۱۴۳)

یہ وہ اقدامات نبوی تھے کہ جن کی بنا پر قبائل نے اسلام کی بالادستی اور سرپرستی کو برضا و رغبت قبول کیا نیز ان اقدامات میں حکمت نبوی نے محسوس اور غیر محسوس طریقے پر اسلامی ریاست اور قبائل کے درمیان قرمت کے تعلق کو جنم دیا۔

نتائج

- ۱۔ اسلامی ریاست کے جنوب اور جنوب مشرق کے علاقوں یمن، یمامہ، خضر موت، نجد، بحرین، عمان اور شمال میں انتہائی اہمیت کے سرحدی علاقوں میں بسنے والے قبائل اور ان کے حلیف اسلامی ریاست کے باجداروں میں شامل ہو گئے۔

۲۔ اسلامی ریاست کی طرف سے قبائل کے ساتھ انصاف اور عدل و مساوات اور ان کے حقوق کی ادائیگی کی وجہ سے حصول انصاف کے لئے لوگوں نے قبیلہ کی طاقت حاصل کرنے کے جائے مرکزی ادارہ (اسلامی ریاست اور اس کے عمال) سے رجوع کرنا شروع کر دیا جس کا اہم فائدہ یہ ہوا کہ قبائل میں حقوق کے حصول کے لئے انفرادی کوششوں اور نتیجتاً باہمی دشمنیوں کے چلتے رہنے کا سلسلہ رک گیا۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ نے ”خیارہم فی الجاہلیۃ خیارہم فی الاسلام (۱۳۴) کا اصول قائم فرمایا چنانچہ جو سردار مسلمان ہوتا اس کو پرانی سیادت پر حال رکھا جاتا باقی صورت کہ وہ (سردار) صرف اپنی قوم کا ہی نہیں بلکہ امیر ریاست کا نمائندہ بھی ہوتا تھا۔ اس طرح سرداران قوم اور سرکردہ افراد کے لئے اسلامی ریاست کی بالادستی کو قبول کرنے میں فطری طور پر بھی سہولت رہتی تھی۔

۴۔ بیرونی قوتوں کی شور میں اب براہ راست اسلامی ریاست پر اثر انداز نہیں ہو سکتی تھیں کیونکہ اسلامی ریاست کے گرد ان معاہدات کی وجہ سے حلیف قبائل کا جال بن گیا۔

۵۔ ان معاہدات کی وجہ سے باہمی آمد و رفت میں سہولت ہوئی اور قبائل کے ساتھ رابطے قریب ہوئے جس سے اسلام کی تبلیغ و ترویج میں آسانی ہوئی۔

۶۔ یمن، حضر موت، نجد، یمامہ، بحرین، عمان، طائف اور دوسری طرف دومۃ الجبل اور دیگر سرحدی علاقے، تجارت کے مراکز تھے (۱۳۵) ان معاہدات کی وجہ سے ان علاقوں میں آمد و رفت میں خصوصی سہولت میسر آئی جس سے مسلمانوں میں تجارتی ترقی ہوئی اور ان کی معیشت مستحکم ہوئی۔

۷۔ ان معاہدات کی وجہ سے اسلام حکومتی اور ملکی سطح پر دوسرے ممالک و اقوام میں بہت جلد متعارف ہوا۔

- ۸۔ مختلف قبائل کے بیسیوں اہم خاندانوں میں اسلام کی روشنی پھیلی۔
- ۹۔ متضاد اور منتشر افرو و قبائل کو انفرادی محوروں سے نکال کر ایک وفاق کے تحت جمع کیا جس سے قبائلی افرا تفری کا خاتمہ ممکن ہوا۔
- ۱۰۔ مختصراً یہ کہ 'یہ معاہدات اسلام کی تبلیغ و ترویج' اسلامی ریاست کے استحکام اور مختلف قوتوں کے زیر اثر قبائل کی شیرازہ بندی کے لئے بنیاد ٹھٹ ہوئے۔

حواشی و تعلیقات

- ۱۔ بیعت عقبہ ثالثہ میں نبی اکرم ﷺ نے انصار سے یہ عہد لیا کہ اللہ کی ہمد کی کرے۔ اس کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراؤ گے۔ ماجرین کو ٹھکانہ دو گے اور اپنے بال بچوں کی طرح ان کی بھی حفاظت کرو گے اور ہر حالت میں میری اطاعت کرو گے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ ابن ہشام: ابو محمد عبد الملک، السیرة النبویة۔ تحقیق از مصطفیٰ القفا، تراجم الابیاری عبد الحفیظ شلبی، مطبعہ مصطفیٰ البابا الحلبی، 'معراج' ۱، ص: ۲۴۴ تا ۲۴۳۔ ابن کثیر، البدایة والتالیة، ج ۳، ص: ۱۶۱ تا ۱۶۰۔
- ۲۔ ابن سعد، محمد کتاب الطبقات الکبریٰ، دار صادر بیروت ۱۴۰۵ھ، ج ۱، ص: ۲۳۸، ابن قیم، ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر، زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، ۱۹۹۳ء، ج ۳، ص ۶۳، ۶۴۔
- ۳۔ حمید اللہ، ڈاکٹر، 'مجموعۃ الوثائق السیاسیہ فی العهد النبوی والحکومت الراشدۃ'، دارالارشاد، بیروت، ۱۹۶۹ء، وثیقہ نمبر ۱۔
- ۴۔ (الف) مکی خصوصاً قریش، تاجر پیشہ قوم تھی جبکہ انصار زیادہ تر کاشتکار تھے جس کی وجہ سے قریش ان کو اپنے سے کم تر خیال کرتے تھے۔ ابن ہشام، ج ۱، ص: ۶۲۵، مجمع البحار: محمد طاہر مطیع العالی، نوٹسور، ۱۸۹۶ء، ج ۱، ص: ۶۸ (غزوہ بدر) نیز دیکھیں عدوی محمد سلیمان، 'مولانا تاریخ ارض القرآن (اردو) محمد سعید ایڈیٹرز، کراچی، ج ۲، ص: ۳۲۶۔
- ب تجارت پیشہ ہونے کو وجہ سے وہ (قریش) معاشی طور پر اور کعبہ کے متولی ہونے کی وجہ سے وہ (قریش) اپنے آپ کو مذہبی طور پر برتر سمجھتے تھے۔ طبری، محمد بن جریر، تاریخ الرسل و الملوک، دار المعارف قاہرہ، ج ۲، ص: ۲۵۶ تا ۲۵۸۔ عقد موافقہ کے ذریعے آنحضرت ﷺ نے ماجرین و انصار کے درمیان ہر قسم کی ایسی دیواروں کو گرا دیا جو اتحاد و اتفاق اور باہمی تعلق کے راستے میں روکاٹ کا سبب تھیں۔ مثال کے لیے ملاحظہ ہو الحشر: ۹۔

- تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مودودی 'ابو الاعلیٰ سید'، تقسیم القرآن (اردو) 'ادارہ ترجمان

القرآن' لاہور ۱۹۸۶ء 'ج' ۵: ص ۳۹۵

۵- ابن سعد ج ۲: ص ۱۰، ابو عبید: قاسم بن سلام، کتاب الاموال، مکتبہ التجاریہ، الکبریٰ،

مصر ۱۳۵۳ھ، قرہ ۳۳۷۔ ابن حبیب، کتاب الحجر، طبع سعودی عرب، ص ۱۱۱، ان
مباحثات کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مجموعہ الوثائق السیاسیہ

۶- ابن ہشام: ج ۳-۳: ص ۳۱۷۔ ابو عبید ج ۱: ص ۱۵۷، ایضاً قرہ نمبر ۳۳۱، بلاذری

'ابو الحسن احمد بن یحییٰ، فتوح البلدان، طبع لیڈن، ۱۸۶۶ء، ص: ۳۵، ابن قیم، ج ۳:
ص ۲۹۹، نیز الوثائق السیاسیہ: وثیقہ نمبر: ۱۱۔

۷- شاہ جوش نجاشی کی طرف اس مکتوب کی تاریخ کے حوالہ سے اختلاف پایا جاتا ہے تفصیل کے

لئے ملاحظہ ہو ڈاکٹر حمید اللہ، 'رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی' دارالاشاعت
کراچی ۱۹۸۷ء، ص: ۱۲۳

۸- ملاحظہ ہو۔ ابن سعد ج ۱: ص ۲۶۲، ۲۵۸، طبری ج ۲: ص ۶۳۳

زرقاتی، محمد بن عبد الباقی، 'شرح المواہب اللدنیہ قاہرہ ۱۹۲۱ء، ج ۳: ص ۳۱۸

۹- ایضاً

۱۰- ابن الاثیر الجزیری، عز الدین ابی الحسن علی بن محمد، الکامل فی التاریخ قاہرہ، ج ۱:

ص ۱۷۶، ۱۷۷

۱۱- الروم: ۱

۱۲- Gibbon, Edward. The History of the Decline and fall. ۱۲

London: Vol.v.P. 190-194

۱۳- ابن ہشام، (غزوہ مود) ج ۳-۳: ص ۳۷۵

۱۴- ان علاقوں میں بسنے والے قبائل کے ساتھ ساتھ ان کے حلیف اور پڑوسیوں پر بھی ایرانی اثرات

پھیلے۔ طبری، ج ۲: ص ۶۵۶، ابن حبیب، ص ۲۶۵، ۲۶۶، بلاذری، فتوح البلدان،

ص: ۷۸، 'الاصمہانی، ابی الفرج علی بن الحسن، کتاب الاعانی، مؤسسۃ بحال للطلبہ و المعر،

بیروت، ج ۱۲: ص ۳۸، ۳۹

۱۵- Gibbon, Edward. The History of Decline and fall. ۱۵

London: Vol.v.P. 190-194

نیز ملاحظہ ہو حمید اللہ، 'رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی' (اردو) ادارہ اشاعت کراچی ۱۹۸۰ء

- ص: ۲۷، ۲۸، ۲۹
- ۱۶۔ ابن ہشام 'ج ۳-۳' ص: ۶۰۷
- ۱۷۔ قلعصری 'احمد بن علی' صبح الاعشى في صناعة الانشا' مصر 'ج ۶: ص ۳۷۹' زرقاتی 'ج ۲: ص ۳۵۶
- ۱۸۔ ابن دريد 'ابن بحر محمد بن الحسن بن دريد' الاشواق 'مکتبہ الناجی' مصر 'ص ۳۳۸
- ۱۹۔ ابن سعد 'ج ۱: ص ۲۶۲' قلعصری 'صبح الاعشى' قاہرہ ۱۳۳۳ھ 'ج ۶: ص ۲۷۹' الوقاتی 'السیاسة' وثيقة نمبر ۶۸
- ۲۰۔ بلاذری 'فتوح البلدان: ص ۸۷' نیز ملاحظہ ہو ابن سعد 'ج ۱: ص ۲۶۲
- ۲۱۔ ابن ہشام۔ ملاحظہ ہو وفدہ بن حنیفہ کی تفصیل 'ج ۳-۳: ص ۵۷۶' نیز ملاحظہ ہو ابن سعد 'ج ۱: ص ۳۱۶
- ۲۲۔ ابن اثیر 'ابن الحسن علی بن محمد البزری' اسد الغابہ فی معرفة الصحابة 'دار الشعب قاہرہ 'ج ۵ نمبر ۳۶۶۳' نیز ملاحظہ ہو مجموعہ الوقاتی 'السیاسة' وثيقة نمبر ۷۹ تا ۷۱۔ نیز بلاذری
- ۲۳۔ ابن حبیب 'المحرر' ص ۲۶۶، ۲۶۳ نیز فتوح البلدان "بمن"
- ۲۴۔ الہمدانی 'حسن ابن احمد بن یعقوب۔ صفة جزيرة العرب' طبعہ سعودی عرب ریاض ۱۹۷۳ء: ص ۶۵۔ یاقوت شهاب الدین ابن عبد اللہ یاقوت 'معجم البلدان' دار صادر بیروت ۱۹۷۷ء: ج ۵: ص ۳۳۷' نیز ملاحظہ ہو لیہان 'گستاخ' تمدن عرب (اردو ترجمہ) مقبول اکیڈمی، لاہور
- ۲۵۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے یمن فتح کیا تھا۔ ابن حبیب ص ۲۶۶' نیز دیکھیں ابن حزم ابو محمد علی بن احمد اللدلی' حمیرہ انساب العرب' دار المعارف قاہرہ: ص ۲۱۵
- ۲۶۔ ابن سعد 'ج ۱: ص ۲۶۰' طبری 'ج ۲: ص ۶۵۶
- ۲۷۔ الروم: ۱، تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن 'ج ۳: ص ۷۷
- ۲۸۔ ابن سعد 'ج ۱: ص ۲۶۰
- ۲۹۔ ملاحظہ ہو ڈاکٹر حمید اللہ کا مضمون "عمد نبوی کے عربی ایرانی تعلقات" معارف (مجلد) اعظم گڑھ ۱۹۳۲ء 'ج ۵۰: ص ۲۱
- ۳۰۔ ایضاً
- ۳۱۔ ابن سعد 'ج ۱: ص ۲۶۰' طبری 'ج ۲: ص ۶۵۶' نیز الوقاتی السیاسة' وثيقة نمبر ۱۰۵ تا ۱۰۹
- ۳۲۔ ملاحظہ ہو 'ابن سعد میں یمن و اطراف کے وفد

- ۳۳۔ اس وقت آنحضرت ﷺ سفر خیبر میں تھے اس حساب سے یہ قبیلہ ان ابتدائی یعنی قبائل میں سے تھا جنہوں نے اسلامی وفاق کے ساتھ شمولیت اختیار کی۔ ابن سعد 'ج ۱' ص: ۳۲۸
- ۳۴۔ قلعہ تھری 'صبح الاصحی' ج ۱: ص ۳۲۸
- ۳۵۔ ابن سعد 'ج ۱: ص ۳۲۰، ۳۲۱' ابن ہشام 'ج ۳' ص: ۵۹۶ 'نیز ملاحظہ ہو الکافی' عبد الحی 'التراویب الاداریہ' اجاء التراث العربی 'میرت' ج ۱: ص ۲۳۳
- ۳۶۔ مجموعہ الوثائق سیاسیہ 'وثیقہ نمبر ۱۱۲
- ۳۷۔ ایضاً وثیقہ نمبر ۱۰۹
- ۳۸۔ البجری ابی عبید عبد اللہ 'معجم مااستعجم من اسماء البلاد والمواضع' مطبعہ لجنة التالیف والتراجم 'قاہرہ ۱۹۳۵' ج ۱: ص ۴۰
- ۳۹۔ ابن سعد 'ج ۱: ص ۳۳۳
- ۴۰۔ بگری 'ج ۱: ص ۱۰۹'
- ۴۱۔ ابن ہشام 'ج ۳' ص: ۵۷۷ 'ابن سعد' ج ۱: ص ۳۲۱
- ۴۲۔ قلعہ تھری 'صبح الاصحی' ج ۱: ص ۳۲۸
- ۴۳۔ ابن سعد 'ج ۱: ص ۳۲۸
- ۴۴۔ ایضاً 'ج ۱: ص ۳۳۹
- ۴۵۔ ایضاً: ص 'نیز ابن ہشام' ج ۳' ص: ۵۹۲
- ۴۶۔ ابن ہشام 'ج ۳' ص: ۵۸۸، ۵۹۰
- ۴۷۔ بلاذری 'فتوح البلدان: ص ۷۶' نیز یاقوت 'معجم البلدان' ج ۳: ص ۱۵۰
- ۴۸۔ ابن حبیب 'المجر: ص ۲۶۵، ۲۶۶
- ۴۹۔ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی: ص ۲۲۳
- ۵۰۔ بلاذری 'فتوح البلدان: ص ۷۶' نیز مجموعہ الوثائق سیاسیہ 'وثیقہ نمبر ۷۶
- ۵۱۔ فتوح البلدان: ص ۷۶' نیز ملاحظہ ہو 'ابن تیم زاد المعاد
- ۵۲۔ ابن ہشام (ہو از کاوند) 'ج ۳-۳' ص: ۵۸۷
- ۵۳۔ عمان میں ایک بڑا عرصہ عمر بن العاص السہمی اور لہو زید الانصاری کی خدمات لی گئیں۔ فتوح البلدان 'ص ۷۶' ملاحظہ ہو وند ہو شمامہ کا تذکرہ 'ابن سعد' ج ۱' ص ۳۵۳ 'نیز مجموعہ الوثائق سیاسیہ' وثیقہ نمبر ۷۸

- ۵۴۔ الہدائی 'ج ۳: ص ۲۷۹'، 'مجم البلدان' ج ۱: ص ۳۲۷
- ۵۵۔ ملاحظہ ہو گذشتہ حوالہ نمبر: ۲۹
- ۵۶۔ فتوح البلدان: ص ۷۸، 'المن حزم'، 'تہذیب': ص ۲۳۲، ۵
- ۵۷۔ فتوح البلدان: ص ۷۸، 'مجموعہ الوثائق سیاسیہ'، 'وثیقہ نمبر ۶۰۵۷۷
- ۵۸۔ ابن سعد 'ج ۱: ص ۳۱۵
- ۵۹۔ ابن ہشام 'ج ۳-۴: ص ۵۶۰'، 'الذیاری بکری': حسین بن محمد بن الحسن، 'تاریخ الخلیفہ فی احوال
انفس نفیس: بیروت'، 'ج ۲'، ص ۱۱۸-۱۱۹
- ۶۰۔ 'مجموعہ الوثائق سیاسیہ'، 'وثیقہ نمبر ۷۲
- ۶۱۔ 'ایضاً'
- ۶۲۔ ابن سعد 'ج ۱: ص ۲۱۲'، '۳۱۳'
- ۶۳۔ 'القافی'، 'ج ۱۲: ص ۳۸'، '۳۹'
- ۶۴۔ ابن ہشام 'ج ۳-۴: ص ۳۳۷'، '۳۷۸'، 'نیز فتوح البلدان: ص ۵۶
- ۶۵۔ ابن ہشام 'ج ۳-۴: ص ۳۸۷'، '۳۸۸'
- ۶۶۔ 'ایضاً'، 'ج ۳-۴: ص ۵۳۸'، '۵۴۰'، '۵۴۱'، 'الکامل فی التاريخ'، 'ج ۲: ص ۲۸۳'، 'حرید
تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو'، 'منصور پوری'، 'قاضی محمد سلیمان سلمان رحمت للعالمین'، 'شیخ غلام علی
ایڈ سنز لاہور'، 'ج ۱: ص ۱۶۶'، '۱۶۹
- ۶۷۔ یہ وہ دور تھا جب اسلامی ریاست کے پاس حدودی قوت کی کمی نہ رہی تھی۔
- ۶۸۔ 'مجموعہ الوثائق سیاسیہ'، 'وثیقہ نمبر ۱۸۱
- ۶۹۔ ابن ہشام 'ج ۳-۴: ص ۵۳۰'، '۵۳۱'
- ۷۰۔ طائف کی آبادی دو لاکھ اور اطراف 'دو گروہوں پر مشتمل تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں
میں باہم یک جہتی نہ تھی اس لئے دونوں فریقوں پر الگ الگ انہی میں سے سردار مقرر کئے
گئے۔ اس طرح وہ ممکنہ تنازع سے بھی بچ گئے۔ 'مجموعہ الوثائق سیاسیہ'، 'وثیقہ نمبر ۱۸۳'، '۱۸۱
- ۷۱۔ 'ایضاً'
- ۷۲۔ ابن ہشام 'ج ۳-۴: ص ۳۳۷
- ۷۳۔ 'یا قوت'، 'ج ۲: ص ۱۲۶
- ۷۴۔ 'ایضاً'، 'ملاحظہ ہو ابن ہشام'، 'ج ۳-۴: ص ۵۸۷

۷۵۔ بلاذری کے مطابق اسی طرح کی ایک شرط شام کی طرف ساحلی علاقے ”المیہ“ کے ساتھ بھی رکھی گئی تھی چونکہ یہ علاقے تجارتی لحاظ سے خاصی اہمیت رکھتے تھے لہذا یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ مسلمانوں کے لیے تجارتی سہولیات کے حصول کے لئے یہ شرط رکھی گئی ہو۔

فتوح البلدان : ص ۵۹

۷۶۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تقسیم القرآن ج ۳ : ص ۷۷

۷۷۔ ابن ہشام ج ۳-۴ : ص ۳۷۵، نیز دیکھیں رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی : ص ۱۹۰

۷۸۔ یعقوبی کا بیان ہے کہ قیس روم نے اسلام کا اعلان کر دیا تھا۔ یعقوبی، احمد بن ابی یعقوب، تاریخ الیغوی، دارصادر بیروت۔ ج ۲، ص ۸۳۔ یعقوبی کا یہ بیان درست معلوم نہیں ہوتا ملاحظہ ہو تفصیل کے لیے رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ص ۱۹۸، نیز ابو سعید، کتاب الاموال، فقرہ ۵۵۰۔

۷۹۔ فقہری، صج الاعشى، ج ۳ : ص ۲۹۲، نیز مسعودی، ابو الحسن بن علی بن حسین، التھیج والاشراف : ۲۱۵

۸۰۔ ابن حبیب ص ۲۶۳

۸۱۔ فقہری، ج ۱ : ص ۳۱۶، نیز یاقوت، ج ۲ : ص ۳۸۷

۸۲۔ ابن خلدون، عبدالرحمن، تاریخ ابن خلدون مکتبہ التجاریہ۔ مصر ۱۹۳۶، ج ۲ : ص ۳۸

نیز ابن درید، ج ۱ : ص ۳۷۱

۸۳۔ ملاحظہ ہو ۵۵ میں سریہ دومتہ البہرل اور ۵۶ میں عبد الرحمن ابن عوف کے ذریعے ہو کلب کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنے کے واقعات، مسعودی، التھیج والاشراف : ص ۲۱۵، نیز ملاحظہ ہو ابن سعد، ج ۲ : ص ۶۲، علاوہ ازیں ہو کلب کے کئی سرداروں اور دیگر لوگوں کا اسلام لانا اور غیر مسلموں کا اسلامی ریاست کو جزیہ دے کر صلح کرنا ۵۶ سے ہی ثابت ہے۔

ابن سعد، ج ۲ : ص ۸۹

۸۴۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس قبیلہ کے کسی حلیف نے ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف آواز نہیں اٹھائی۔ ابن ہشام، ج ۲ : ص ۵۲۶، حتیٰ کہ ہو کلب جو کہ دومتہ البہرل کے گرفتار ہونے والے حاکم ”اکیر“ کے قریبی رشتہ دار تھے انہوں نے بھی نہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ ان پر مسلمانوں نے پہلے سے اپنا اثر درسوخ قائم کر لیا تھا اور ان سے طبعی کے تعلقات بنا لئے تھے۔ بلاذری، فتوح البلدان : ص ۶۳، نیز ملاحظہ ہو گذشتہ حوالہ کی تفصیل۔

- ۸۵۔ ابن ہشام 'ج ۳-۴: ص ۵۲۶' نیز بلاذری 'فتوح البلدان: ص ۶۱ تا ۶۳۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مجموعہ الوثائق السیاسیہ' وثیقہ نمبر ۱۹۲ تا ۱۹۰
- ۸۶۔ یاقوت: 'ج ۱: ص ۲۹۲' نیز ابن ہشام 'ج ۳-۴: ص ۵۲۶' نیز دیکھیں کہ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی: ص ۱۹۹
- ۸۷۔ ابن ہشام 'ج ۳-۴: ص ۵۲۵-۵۲۶' نیز بلاذری 'فتوح البلدان: ص ۵۹۔ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ جری صم بھی (سلسلہ غزوہ موتہ) الیہ بھی گئی تھی۔ حوالہ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی 'ص ۱۹۸
- ۸۸۔ جزیہ کے ساتھ دیگر تادان ادا کرنے کا رواج اس علاقہ میں پہلے سے موجود تھا' ملاحظہ ہو الوثائق السیاسیہ' وثیقہ نمبر ۳۰
- ۸۹۔ اس شق کی وضاحت کے لئے ملاحظہ ہو گذشتہ ص: ۱۵
- ۹۰۔ ابن ہشام 'ج ۳-۴: ص ۵۲۵-۵۲۶' نیز بلاذری 'فتوح البلدان: ص ۵۹' نیز ملاحظہ ہو الوثائق السیاسیہ' وثیقہ نمبر ۲۹-۳۰
- ۹۱۔ بلاذری: فتوح البلدان: ص ۶۰' نیز یاقوت 'ج ۵: ص ۱۷۸
- ۹۲۔ بلاذری 'فتوح البلدان: ص ۶۰' نیز الوثائق السیاسیہ۔ وثیقہ نمبر ۳۳
- ۹۳۔ بلاذری 'فتوح البلدان: ص ۶۰
- ۹۴۔ ملاحظہ ہو الیہ کے ساتھ معاہدے کا آخری فقرہ' مجموعہ الوثائق السیاسیہ' وثیقہ نمبر ۳۰
- ۹۵۔ یہ آبادیاں روم (بیزنطین) کے زیر اثر تھیں اس لئے یہاں عیسائیوں کا اثر و رسوخ زیادہ تھا عیسائیوں اور یہودیوں کی باہمی دشمنی کوئی نئی بات نہ تھی ممکن ہے کہ یہاں کے یہود کو بھگ کرنے اور انھیں جلاوطن کرنے میں عیسائیوں کا ہاتھ ہو۔ نیز الوثائق السیاسیہ وثیقہ نمبر ۳۳-۳۴
- ۹۶۔ یاقوت: ج ۳: ص ۱۱۸' ج ۱: ص ۱۲۹
- ۹۷۔ ابن سعد: ج ۱: ص ۲۸۹-۲۹۰۔ بلاذری 'فتوح البلدان: ص ۵۹۔ نیز ملاحظہ ہو الوثائق السیاسیہ' وثیقہ نمبر ۳۲
- ۹۸۔ ابن سعد ج ۱: ص ۳۳۸
- ۹۹۔ ابن حبیب: ص ۳۷۰-۳۷۱' ان سے متعلق کتب نبوی ملاحظہ ہو' الوثائق السیاسیہ وثیقہ نمبر ۳۷
- ۱۰۰۔ ابن سعد ج ۱: ص ۳۳۸

- ۱۰۱۔ الوفاق السیاسیہ، وثیقہ نمبر ۳۰
- ۱۰۲۔ ابن سعد، ج ۱: ص ۲۹۸
- ۱۰۳۔ ابن سعد، ج ۱: ص ۳۱۶۔ الوفاق السیاسیہ، وثیقہ نمبر ۳۱، ۳۸، ۳۳
- ۱۰۴۔ ابن سعد، ج ۱: ص ۳۳۰، ۳۳۳
- ۱۰۵۔ ابن سعد، ج ۱: ص ۳۱۶
- ۱۰۶۔ مثلاً ملاحظہ ہو: عمان و بحرین کی طرف کتبائے نبوی ﷺ، 'الوفاق السیاسیہ'، وثیقہ نمبر ۶۶، ریش یمامہ کی طرف کتب، 'ایضاً وثیقہ نمبر ۶۸۔ وثیقہ برائے بنی جناب از قبیلہ بخارث، وثیقہ نمبر ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴۔ نیز ملاحظہ ہو وثیقہ نام شیخ ہدان، 'ایضاً وثیقہ نمبر ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۳۱۔ اسی طرح دوسرے کئی وثیقہ جات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ معاہدین کے اموال پر انھیں تصرفات نہایت کرتے تھے۔ البتہ ایک مخصوص حصہ ہجرت، زکوٰۃ یا صدقات یا جزیہ کا قسین کیا جاتا تھا۔
- ۱۰۷۔ مقامی تنظیمین کے ساتھ حکومت کی طرف سے دوسرا تنظیمین کا تقرر بھی کیا جاتا تھا، ملاحظہ ہو آئندہ حوالہ نمبر ۱۱۰ تا ۱۲۰، ابن ہشام، ج ۱: ص ۲۳۳۔ ۲۳۴
- ۱۰۸۔ واقفی، محمد بن عمر بن واقد، 'کتاب المغازی'، مؤسسۃ الاعلیٰ للطبوعات، بیروت، لبنان: ص ۵۶۱، نیز ابن سعد، ج ۱: ص ۳۳۵
- ۱۰۹۔ ابن ہشام، ج ۳-۲: ص ۲۹۱، بلاذری احمد بن یحییٰ دارالمعارف قاہرہ، الطبعة الثالثہ، انساب الاشراف: ص ۵۳۰
- ۱۱۰۔ ابن ہشام، ج ۳-۲: ص ۵۸۷، ابن سعد، ج ۱: ص ۳۳۸
- ۱۱۱۔ بلاذری: ص ۵۳۰
- ۱۱۲۔ بلاذری انساب الاشراف: ص ۵۳۰
- ۱۱۳۔ ابن سعد، ج ۲: ص ۱۶۰، بلاذری انساب الاشراف: ص ۵۳۰
- ۱۱۴۔ ابن سعد، ج ۲: ص ۱۶۰، بلاذری انساب الاشراف: ص ۵۳۰
- ۱۱۵۔ بلاذری انساب الاشراف: ص ۵۳۰، کتانی، ج ۱: ص ۳۹۶
- ۱۱۶۔ کتانی، ج ۱: ص ۲۳۲
- ۱۱۷۔ ابن ہشام، ج ۳-۲: ص ۵۸۵، ابن سعد، ج ۱: ص ۳۳۰
- ۱۱۸۔ طبری، ج ۳: ص ۱۳۰، ابن الاثیر اسد الغابہ، نمبر ۱۷۳۵
- ۱۱۹۔ واقفی، محمد بن عمر بن واقد، تحقیق ڈاکٹر مارسلن جونی، مطبوعہ جامعہ آکسفورڈ ۱۹۶۶ء، ج ۱:

- ۳۰۳۔ ابن حبیب، 'المحر'، اسواق العرب : ص ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵۔ نیز ملاحظہ ہو۔
رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی : ص ۱۷۳، ۱۷۴
- ۱۲۰۔ ایضاً : نیز ملاحظہ ہو ۵۵ میں سریہ دومۃ البجیل اس کی بیاد کی وجہ میں ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اہل دومۃ البجیل نے تجارتی قافلوں کی نقل و حمل میں ناجائز رکاوٹیں ڈالنی شروع کی تھیں۔ مسعودی : ص ۲۱۵، نیز دیکھیں 'ابن سعد ج ۲ : ص ۶۲
- ۱۲۱۔ ایضاً
- ۱۲۲۔ الوفاق السیاسیہ، وثیقہ نمبر ۷۲
- ۱۲۳۔ ایضاً وثیقہ نمبر ۳۱
- ۱۲۴۔ ایضاً وثیقہ نمبر ۳۰
- ۱۲۵۔ البقرۃ : ۱، ۲۵۶، الوفاق السیاسیہ وثیقہ نمبر ۵۷، ۵۹
- ۱۲۶۔ الوفاق السیاسیہ وثیقہ نمبر ۳۳
- ۱۲۷۔ ایضاً وثیقہ نمبر ۱۰۵
- ۱۲۸۔ ایضاً وثیقہ نمبر ۱۰۹
- ۱۲۹۔ ایضاً وثیقہ نمبر ۶۱
- ۱۳۰۔ ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، کتاب الخراج، بولاق، ۱۳۰۲ھ : ص ۷۸، ۷۹، نیز بلاذری، فتوح البلدان : ص ۶۵
- ۱۳۱۔ الوفاق السیاسیہ وثیقہ نمبر ۶۱
- ۱۳۲۔ ایضاً نمبر ۳۳، ۳۴، ۶۱
- ۱۳۳۔ ایضاً نمبر ۳۰
- ۱۳۴۔ عبد اللہ بن اعمور المازنی جو کہ اعمش شاعر کے طور پر مشہور تھے کی اہلیہ گمر سے نکل بھاگی اور طرف بن محل کے ہاں پناہ گزیں ہو گئی۔ باوجود کوشش کے جب عبد اللہ اسے واپس لانے میں کامیاب نہ ہو سکے تو نبی ﷺ کی خدمت میں درخواست کی کہ طرف ان کی اہلیہ واپس نہیں کر رہا چنانچہ آپ ﷺ نے عبد اللہ کو طرف کے لیے مکتوب حمایت کیا۔ چنانچہ طرف نے ان کی اہلیہ کو واپس کیا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو 'کتاب الحجر : ص ۳۰۹، نیز آکوسی، محمود شہری، 'بلوغ الارباب فی معرفۃ احوال العرب' ج ۲ : ص ۳۹، نیز (الوفاق السیاسیہ وثیقہ نمبر ۱۲۶)
- ۱۳۵۔ ایضاً نمبر ۱۵۱، ۱۳۲، نیز ابو عبید کتاب الاموال ج ۱ نمبر ۵۰۶

- ۱۳۶۔ ملاحظہ ہو حوالہ نمبر ۱۲۲-۱۲۳
- ۱۳۷۔ ابن ہشام 'ج ۳-۳ : ص ۳۸۹-۳۹۳
- ۱۳۸۔ ملاحظہ ہو : الوثائق السیاسیہ ' بالترتیب وشیقہ نمبر ۳۱' ۳۲' ۳۱' ۳۵' ۳۶' ۷۲' ۱۱۱
- ۱۳۹۔ ایضاً نمبر ۵۷' ۶۷
- ۱۴۰۔ ایضاً نمبر ۵۹' ۶۱' ۱۰۹
- ۱۴۱۔ ایضاً نمبر ۱۱۳
- ۱۴۲۔ ایضاً نمبر ۱۳۳
- ۱۴۳۔ ایضاً
- ۱۴۴۔ طبری ' ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل ' الجامع الصحیح ' قدیمی کتب خانہ کراچی ' ۱۳۸۱ھ ' کتاب
المنائب ' ج ۱ : ص ۳۹۶
- ۱۴۵۔ ابن حبیب ' (سواق العرب) ص ۲۶۳

